مولانا قاری عبداللہ بنوی۔ شریک دورہ حدیث

دارالحدیث دارالعلوم حقانیہ

شیخ الحدیث مدظلہ کے درس کا آنکھوں دیکھا حال

استخارہ کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان میں اللہ کے فضل وکرم سے بڑے بڑے دینی مدارس قائم ہو چکے ہیں تقریباً پاکستان کی صوبائی سطح پر ہر ضلع میں دورۂ حدیث ہے۔ میں نے استخارہ کیا کہ دورۂ حدیث کے لئے کونسی جگہ مناسب ہے۔ ایک دن خواب میں دارالعلوم حقانیہ کے بانی و شیخ الحدیث العارف باللہ المجاہد فی سبیل اللہ المؤید من اللہ انوار مدنی کے مظہر استاذ المکرم حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کے سامنے نسائی شریف شروع کی۔ اس کے بعد دارالعلوم میں داخلہ لیا۔ کسی بڑی شخصیت کے مناقب لکھنے کے لئے بڑا ہونا ضروری نہیں ہے ۲۳ شوال ۱۴۰۰ھ کو حضرت اقدس نے درس کا افتتاح فرمایا۔

سب سے پہلے امام انقلاب سید مدنی رحمہ اللہ والا خطبہ تلاوت فرمایا۔ اس کے بعد ترمذی شریف کی سند بیان فرمائی حضرت کا درس کیا ہے۔ اس کے بارے میں کچھ کہنا اندازِ بیان سے باہر ہے۔ حضرت کے دورۂ حدیث کی بہار دنیا نے دیکھی اس کا اندازہ وہ لگا سکتے ہیں جن کی پوری نظر شروحات حدیث پر مرکوز ہو۔ خاص کر درس حدیث میں مشکل کام تطبیق حدیث ائمہ کا اختلاف ترجیح مذہب، جرح وتعدیل، لغات حدیث، مشکل سے مشکل جگہ جہاں حدیث میں آجاتی ہے۔ یہ اللہ کا بندہ یونہی بیان کرتا ہے۔ جیسا کہ شروحات حدیث سامنے پڑی ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت کئی سال سے مطالعہ کرنے سے قاصر ہیں۔

مورخین لکھتے ہیں: "آج کل جو کچھ کتابی شکل میں نظر آرہا ہے۔ پہلے یہ سارا سینوں میں محفوظ تھا۔ اس لئے مولانا عبدالرشید صاحب نعمانی "ابن ماجہ اور علم حدیث" میں لکھتے ہیں۔" نظر کو بلند تر کیجیے جب امت نے حفاظ حدیث کے حالات کو اس طرح محفوظ کیا ہو۔ اس نے خود حدیث کے حفظ اور اس کی یادداشت میں کیا کچھ اہتمام نہ کیا ہوگا۔ آج جب کہ موجودہ نسل نے اپنی قوت حافظہ کو معطل کرکے اسے بیکار اور مضمحل بنادیا ہے اور مطابع کے عام وجود میں

آجانے کے باعث جو علم کہ اگلے علماء کے دماغوں میں تھا وہ ہمارے کتب خانوں میں منتقل ہو چکا ہے۔ حفظ حدیث کے واقعات کو کتنا ہی تعجب اور حیرت کی نظر سے کیوں نہ دیکھا جائے۔ مگر حقیقت بہر حال حقیقت ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب علم سینہ بہ از علم سفینہ پر صحیح معنوں میں عمل درآمد تھا۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

اذا لم تری الہلال فسلم لاناس رواہ بالابصار

چنانچہ محدث شہیر عارف کبیر شیخ ابن ابی جمرہؒ نے منتخب بخاری پر جو شرح بہجۃ النفوس کے نام سے لکھی اس کے صفحہ ۲۵ تا ۴۲ میں جو بحث ہے وہ دیکھنے کے قابل ہے۔

غالباً عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جہاں صالحین کا ذکر ہوتا ہے۔ وہاں پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ انشاء اللہ العزیز ہمارے حضرت ایسے ہی لوگوں میں ہیں۔ جن کے ذکر میں خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اس حقیقت سے انکار مشکل ہے کہ جس قدر عظیم الشان کارنامے کسی شخصیت سے ظہور میں آئیں گے اسی قدر وہ ہیں ممتاز، موقر اور معظم ہوگا۔ اور اس کی یاد اسن تادہ کرنے والوں کے دلوں میں باقی رہے گی۔

امام ابو حنیفہؒ، امام بخاریؒ، امام رازیؒ، امام غزالیؒ، ابن عربیؒ، ابن خلدونؒ، مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہ شاہ عبدالعزیز اور مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نام اپنے مقدس اور اعلیٰ نصب العین کارنامے اور باقیات صالحات کی وجہ سے آج تک تاریخ کے اوراق میں سنہری الفاظ سے لکھے ہوئے ہیں۔ آخری دور میں اس سے پہلے علماء ربانی میں مولانا سید احمد شہید شیخ الہند مولانا محمود الحسن۔ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی۔ حضرت کشمیری صاحب، مولانا عبید اللہ سندھی جنگ آزادی کا آفتاب مولانا حسین احمد مدنی۔ حضرت لاہوری سید الملت سلیمان ندوی اپنے چمنستان علم و فضل میں گلہائے رنگارنگ کے ایسی بہاریں چھوڑی ہیں جن سے تا مسلمانانِ عالم کے دل و دماغ معطر رہیں گے۔

ان باقیات صالحات کے برعکس کتنے ہی دیدہ ور علماء اس دنیا میں آتے ہیں جن کے کارہائے نمایاں کی یادگار کسی تاریخ میں درج ہیں اور نہ کسی تصنیف کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ اور وہ گم نامی کے گوشوں میں بے نام و نشان ہو کر رہ گئے ہیں۔ اس لئے بقائے دوام کے لئے یہ ناگزیر ہے۔ کہ کسی باعظمت شخصیت کے لئے اس کی یادگاریں باقی ہوں۔ تاکہ آئندہ نسلیں اپنی ان باعظمت شخصیتوں سے واقف اور ان کی تعلیمات اپنے اخلاف کے لئے راہ ہوں۔ حقیقت یہ ہے۔ حضرت سب کچھ ہونے کے باوجود اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتے۔ اور یہی چیز حضرت کو حضرت مدنی رحمہ اللہ کی نسبت سے ملی ہے۔ حضرت مدنی کے بارے میں اس وقت عالم اسلام میں علم اور روحانیت کے مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ انسان کے اندر دو چیزیں ایسی ہیں جو بہت مجاہدہ اور محنت سے نکلتی ہیں۔ آج کل دنیا میں سارا چکر اسی بات پر ہو رہا ہے۔ اچھے اچھے لوگ اس بلا میں مبتلا ہیں۔ وہ ہے حب جاہ

رحضرت مدنی میں ابتداء سے یہ باتیں نہیں تھیں۔ یہی ہمارے حضرت کا حال ہے۔ اسی خلوص کی وجہ سے آج دارالعلوم حقانیہ ننگل میں منگل بنا ہوا ہے۔ جس کے بارے میں صوبہ سرحد کے شاہ ولی اللہؒ عارف باللہ حضرت غور غشتوی نے فرمایا تھا میرے بعد میری دعاؤں کی تعبیر) یہ بہت بڑے ولی اللہ کی شہادت ہے جو حضرت کے دل کی گہرائیوں سے نکلا ہوا جملہ ہے راسی طرح علوم قاسمی کے امین حکیم الاسلام حضرت العلام قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم نے دارالعلوم کو دیوبند سنان کا نام دیا تھا۔ اور ساتھ ہی حضرت کے بارے میں حضرت حکیم الاسلام کا وہ جملہ آج بھی سامعین کے کانوں میں گونج رہا ہے۔ کہ رئیس المخلصین حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کی جدائی پر دیوبند آج بھی نالاں ہے۔ اسی طرح رکھی بہت سے واقعات ہیں۔ قدرت کی عجیب شان ہے بڑے بڑے محدث آخر میں بصارت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ مثلاً م ترمذی۔ حضرت گنگوہی صاحب جو علماء حضرات سے مخفی نہیں ہیں۔ اس پر مستقل کتابیں تصنیف ہو چکی ہیں۔ لیکن کمال ہے کہ حضرت امراض کثیرہ اور ضعف بصارت کے باوجود روزانہ بلا ناغہ ترمذی شریف پڑھانے کے لئے تشریف لاتے ہیں حضرت جیب دو آدمیوں کے سہارے دارالحدیث کے وسیع ہال میں داخل ہوتے ہیں۔ بیک زبان طلباء کی زبان سے یہ نکلتا ہے مولانا صاحب آگئے۔ یہ لفظ مولانا حضرت کے لئے بولا جاتا ہے۔ آج نہیں بلکہ دارالعلوم کی تاریخ اس پر شاہد ہے۔ مولانا سے مراد طلباء کا ذہن فوراً ہی حضرت شیخ الحدیث کی طرف جاتا ہے۔

علمی دنیا میں ہمارے حضرت شیخ الحدیث صاحب کے نام سے مشہور ہیں۔ یہی نقطہ ہے مدنی برادری والے جانتے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کی چار دیواری میں حضرت مدنیؒ مولانا صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ اور دوسرے لوگ حضرت کو شیخ الاسلام کے نام سے یاد کرتے تھے۔ حضرت کے اصلی علوم و معارف مدنی علوم کا جو منبع ہیں وہ حضرت کی غیر مطبوعہ تقریرات ہیں۔ جس پر مخدوم زادہ استاذنا المحترم مولانا سمیع الحق صاحب کام کر رہے ہیں اور ترتیب شروع ہو رہی ہے۔ الحمد للہ کہ ابواب الطہارۃ قریب مکمل ہے۔ اور حضرت مدظلہ اسے سن کر ترمیم و اضافہ فرماتے رہتے ہیں۔ اللہ کرے حضرت کی زندگی میں یہ طبع ہو کر شائع ہو جائے۔ انک علی کل شیئ قدیر و بالاجابۃ جدیر۔ حضرت کی علم حدیث پر جو نظر ہے وہ کسی عالم سے پوشیدہ نہیں ہے۔

ایک دن میں نے ایک لفظ حدیث کسی کتاب کے حاشیے پر دیکھا جو بَرَّۃٌ لکھا ہوا تھا۔ تو اس لفظ کے متعلق میں نے کئی علماء سے پوچھا۔ لیکن کسی سے جواب نہیں ملا۔ لیکن حضرت چونکہ طلباء پر بہت شفقت فرماتے ہیں۔ لہذا میں نے حضرت کی شفقت دیکھتے ہوئے پوچھا۔

حضرت نے فوراً فرمایا یہ حدیث ہے مسند امام اعظم کتاب النکاح ابو حنیفۃ عن حمادٍ قال اخبرنی شیخ الی المدینہ الی آخر السند قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل تزوجت قال لا قال تزوجن خمسًا قال ما ھن قال شہبرۃ و لا لہ بوۃ و لا ھب درۃ و لا نفوتًا قال الراوی لا اعرف

(باقی صفحہ پر)